چھوتی بیماریاں
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم

چھوتی بیماریاں

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عوام تو ہیں ہی عوام خواص بھی بعض توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً کسی کوز کام نزلہ ہو تو اس غریب سے نفرت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا تو درکنار اس کا پس خوردہ بھی نہیں کھایا جاتا اور نہ ہی اس کا بچا ہوا پانی پیا جاتا ہے بلکہ بعض ایسے وہمی واقع ہوئے ہیں کہ ان کے برتن کو ہاتھ نہیں لگاتے وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد ملت سیدنا احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے رسالہ "المجتلی" کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

اس کی اشاعت کا سہرا حاجی محمد اُویس رضا قادری اور حاجی محمد اسلم صاحب عطاری قادری کو بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات، اور ان صاحبان کو دارین میں شادوآباد رکھے جو ان کے معاون ومددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی کاوش اور ناشرین کے لئے موجبِ نجات اور مستفیدین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔ (آمین)

بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الحمدللّٰہ علی دین الاسلام و الصلوٰۃ و السلام علی افضل ھاویٰ سبیل السلام و علی اٰلہ و صحبہ الی یوم القیامۃ بہ نسالا السلام و السلامتہ عن سئی مقام

امابعد! عام طور پر مشہور ہے کہ بیمار کی بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے اس وضاحت کے لئے یہ رسالہ حاضر ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَتَّقُوا الْمَجْذُومَ كَمَا يُتَّقَى الْأَسَدُ

(المقاصد الحسنۃ، الباب حرف الھمزۃ، الجزء۱، الصفحۃ ۱۰)

(کشف الخفا ء، الباب الجزء۱، الجزء۱، الصفحۃ ٤۰)

یعنی جزامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہو۔

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں: فِرَّ مِنْ الْمَجْذُومِ فِرَارَكَ مِنْ الْأَسَدِ

(المقاصد الحسنۃ، الباب حرف الھمزۃ، الجزء۱، الصفحۃ ۱۰)

(کشف الخفا ء، الجزء۱، الصفحۃ ٤۰) (کنزالعمال، الجزء ۱۰، الصفحۃ۵٦)

یعنی جزامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کسی کی بیماری اوروں کو چمٹ جاتی ہے اس کی تفصیل و تحقیق آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْجُذَامِ -اتَّقُوهُ كَمَا يُتَّقَى السَّبُعُ;إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فَاهْبِطُوا غَيْرَهُ

(الطبقات الکبری لابن سعد، کتاب الجزء ٤، الباب معیقیب ابی فاطمۃ الدوسی، الجزء٤، الصفحۃ۱۱۷)

یعنی جزامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اُترو۔

فائدہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: كَلِّمِ الْمَجْذُومَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَيْدُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ

(روضۃ المحدثین،الباب۲۱۳۲، الجزء۵، الصفحۃ۳۵۷)

یعنی اور محسن مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو۔

فائدہ: یہ سند بھی ایسی ویسی ہے اگرچہ صحت بھی لئے ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، الباب الجذام، الجزء ۱۰، الصفحۃ ۳۸۲،الحدیث ۳۵۳۳)

یعنی مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو۔

یہ سند صالح ہے التفصیل آئے گی۔(انشاء اللہ تعالیٰ)

دوسری روایت میں ہے: لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمُجَذَّمِينَ (مجمع الزوائد، الجزء٥، الصفحة ١٠١)

یعنی مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھ۔

ایک اور روایت میں ہے: لَا تُحِدُّوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ

(التيسير شرح الجامع الصغير،تحت حديث لاتحدوا النظرالی مجذومين، جلد٢، صفحه ٤٩١، مكتبه امام شافعی الرياض)

یعنی جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا تُدِيمُوا إِلَى الْمَجْذُومِينَ النَّظَرَ وَإِذَا كَلَّمْتُمُوهُمْ فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ قَدْرُ رُمْحٍ.

(مجمع الزوائدو منبع الفوائد، كتاب الطب ، الباب فی العدوی والهام والطيرة وغيرذلك، الجزء٢، الصفحة٢٨٩)

(المسند الجامع ، الباب٧، الجزء ٣١، الصفحة١٢١)

یعنی جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ ان سے بات کرو تو تم میں دونوں میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔

(۶) مروی ہے کہ جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں ان میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اَرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ

(سنن ابن ماجه، كتاب الطب ، الباب الجذام، الجزء١٠، الصفحة٣٨٣،الحديث٣٥٣٤)

یعنی واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ اصل بیعت تو یہ ہے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر لیکن بامر مجبوری دوسرے طریقہ سے بھی جائز ہے۔اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''اسلام میں بیعت کی شرعی حیثیت'' میں ہے۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

يَا أَنَسُ ، اثْنِ الْبِسَاطَ لا يَطَأُ عَلَيْهِ بِقَدَمِهِ (كنزالعمال، الجزء١٠، الصفحة٥٦)

یعنی اے انس بچھونا اُلٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے۔

(۸) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکہ معظّمہ مدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا: إِنْ كَانَ شَيْءٌ مِنَ الدَّاءِ يُعْدِى فَهُوَ هَذَا

(کنزالعمال، الجزء ١٠، الصفحة ٥٤ و ٩٧)

یعنی اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے۔

(۹) حدیث میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظّمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: يَا أَمَةَ اللهِ لا تُؤْذِى النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِي بَيْتِكِ (کنزالعمال،الجزء ١٠، الصفحة ٩٦)

یعنی اے اللہ کی لونڈی (بندی) لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو پھر وہ گھر سے نہ نکلیں۔

(۱۰) حدیث شریف میں ہے: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، قَالَ لِلْمُعَيْقِيبِ :"اجْلِسْ مِنِّى قِيدَ رُمْحٍ "، قَالَ : وَكَانَ بِهِ ذَاكَ الدَّاءُ ، وَكَانَ بَدْرِيًّا (کنزالعمال، الجزء ١٠، الصفحة ٩٤)

یعنی معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اہلِ بدر و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہیں انہیں یہ مرض تھا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے۔

فائدہ: ثابت ہوا مجذوم کے ساتھ کھانا پینا ممنوع ہے وہ روایت جواز بتاتی ہیں۔

(۱) حدیث میں ہے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا:

خُذْ مِمَّا يَلِيكَ ، وَمِنْ شِقِّكَ ، فَلَوْ كَانَ غَيْرُكَ مَا آكَلَنِى فِي صَحْفَةٍ ، وَلَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ قِيدُ رُمْحٍ

(کنزالعمال، الجزء ١٠، الصفحة ٩٥)

یعنی اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے ،اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا۔

(۲) حدیث میں ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔معیقیب بن ابی فاطمہ صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اُدْنُ فَاجْلِسْ ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ كَانَ غَيْرُكَ بِهِ الَّذِى بِكَ لَمَا أُجْلِسَ مِنِّى أَدْنَى مِنْ قِيدِ رُمْحٍ

(کنزالعمال، الجزء ١٠، الصفحة ٩٦)

یعنی قریب آیئے بیٹھئے۔خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلہ پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔

فائدہ: پہلی دعوت صبح کو تھی یہ واقعہ عشاء کا ہے۔

(۳) حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اُترو۔ میں نے کہا واللہ اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا اور ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے۔ فرمایا: كَذَبُوا ، وَاللَّهِ مَا حَدَّثْتُهُمْ هَذَا !وَلَقَدْ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْتَى بِالْإِنَاءِ فِيهِ الْمَاءُ ، فَيُعْطِيهِ مُعَيْقِيبًا -وَكَانَ رَجُلًا قَدْ أَسْرَعَ فِيهِ ذَاكَ الدَّاءُ -فَيَشْرَبُ مِنْهُ ، وَيُنَاوِلُهُ عُمَرَ ، فَيَضَعُ فَمَهُ مَوْضِعَ فَمِهِ ، حَتَّى يَشْرَبَ مِنْهُ ; فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَفْعَلُهُ فِرَارًا مِنَ الْعَدْوَىٰ۔ رویاہ عن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(جامع الأحاديث،مسندة العشرة،مسند عمر بن الخطاب،الجزء ۲۵،الصفحة ۴۱۶،الحديث ۲۸۲۶۹)

(كنزالعمال،بحواله ابن سعد و ابن جرير،الجزء ۱۲، صفحه ۲۹۰،الحديث ۲۸۵۰۰)

یعنی اُنہوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المؤمنین عمر کو دیکھا ہے کہ پانی ان کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المؤمنین کو دیتے امیر المؤمنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے، میں سمجھتا کہ امیر المؤمنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔

(رویاہ عن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد) کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا امیر المؤمنین جسے طبیب معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا وہ بولے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: فَلَا يَزِيدُ ۔ فَقَالَ عُمَرُ :عَافِيَةٌ عَظِيمَةٌ یعنی بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔

اُنہوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے (جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں۔) پھر ہر پھل کے دو ٹکڑے کئے اور معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا جب وہ ختم ہو گیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں: فَوَاللّٰهِ ، مَا زَالَ مُعَيْقِيبٌ مُتَمَاسِكًا ، لَا يَزِيدُ وَجَعُهُ ، حَتّٰى مَاتَ

(الطبقات الکبرٰی ،ترجمه معیقیب بن ابی فاطمه الدوسی، جلد ٤، صفحه١١٨-١١٧،دارصادر بیروت)

یعنی معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

(۴) حدیث میں ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کی سفیر حاضر ہوئی کھانا حاضر کیا گیا وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے ۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قریب آؤ قریب آئے فرمایا کھانا کھاؤ کھانا کھایا۔حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَضَعُ يَدَهُ مَوْضِعَ يَدِهِ فَيَأْكُلُ مِمَّا يَأْكُلُ مِنْهُ الْمَجْذُومُ

رواه ابوبكر بن ابی شيبة وابن جرير عن القاسم

(المصنّف لابن ابی شیبه، کتاب العقیقه،جلد٨، الصفحة١٢٩،الحدیث٤٥٨٧،ادارة القرآن کراچی)

(کنزالعمال،بحواله ابن سعد وابن جریر،الجزء١٢، صفحه٢٩٠،الحدیث٢٨٥٠٠)

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق اکبر نوالہ لے کر نوش فرماتے۔

غالباً یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

(۵) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ مَجْذُومٍ فَأَدْخَلَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللّٰهِ

(سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب الجذام، جلد٢، صفحه١١٧٢، رقم الحدیث٣٥٤٢،المکتبة العلمیه)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔

رواه ابوداؤد والترمذی [1] وابن ماجة [2] وعبد بن حميد وابن خزيمة وابن ابی عاصم وابن السنی فی عمل اليوم والليلة وابويعلٰی وابن حبان والحاكم فی المستدرك والبيهقی فی السنن والضياء فی المختارة وابن جرير والامام الطحاوی كلهم من جابر بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما كذا ذكر الامام الجليل الجلال السيوطی فی اول قسمی جامعه الكبير و زدت انا ابن جرير والطحاوی قلت وبه علم ان قصر المشكوٰة علی ابن ماجة ليس فی موضعه ثم الحديث سكت عليه و صححه

ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والضياء وقال المناوى فى التيسير باسناد حسن وتصحيح ابن حبان والحاكم، قال ابن حجر فيه نظر [3]

[1] (جامع الترمذى،ابواب الاطعمه،باب ماجاء فى الاكل مع المجذوم، جلد٢، صفحه٤ ،امين كمپنى دهلى)

[2] (سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الجذام،جلد٢، صفحه١١٧٢ ، رقم الحديث٣٥٤٢،المكتبة العلميه)

[3] (التيسير شرح الجامع الصغيرتحت حديث كل معى بسم الله ثقه بالله، جلد٢، صفحه٢٢٠، مكتبه امام شافعى الرياض)

یعنی ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن خزیمہ، ابن ابی عاصم اور ابن السنی نے عمل الليل واليوم میں ابویعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے المستدرك میں، امام بیہقی نے السنن میں، ضیاء نے المختاره میں ابن جریر اور امام طحاوی ان سب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع كبير کی پہلی قسم میں اسے ذکر فرمایا اور ابن جریر اور امام طحاوی کا میں نے اضافہ کیا ہے قلت (میں کہتا ہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ کا صرف ابن ماجه پر اکتفاء کرنا بے محل ہے پھر حدیث مذکور پر سکوت کیا گیا لیکن ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ضیاء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ مناوی نے التيسير میں اسناد حسن اور ابن حبان اور حاکم کی تصحیح کا قول ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس پر اعتراض ہے۔

اقول :لكن فيه مفضل بن فضالة البصرى بالباء اخومبارك قال فى التقريب ضعيف [1] قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ آخَرُ مِصْرِيٌّ أَوْثَقُ مِنْ هَذَا وَأَشْهَرُ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ وَحَدِيثُ شُعْبَةَ أَثْبَتُ عِنْدِي وَأَصَحُّ [2]

[1] (تقريب التهذيب لابن حجر عسقلانى ،ترجمه٦٨٨١،جلد٢، صفحه٢٠٩ ،دارالكتب العلميه بيروت)

[2] (جامع الترمذى ،كتاب الاطعمه،باب ماجاء فى الاكل مع المجذوم،جلد٢، صفحه٤ ،امين كمپنى دهلى)

یعنی اقول: (میں کہتا ہوں) لیکن اس میں مفضل بن فضالہ بصری (حرف باء کے ساتھ) مبارک کا بھائی ہے چنانچہ التقريب میں کہا کہ وہ ضعیف ہے امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو صرف یونس بن محمد بواسطہ مفضل بن فضالہ پہچانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ شیخ بصری ہے جبکہ اسی نام کا ایک دوسرا مفضل بن فضالہ شیخ مصری ہے جو اس پہلے سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہے۔ محدّث شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید بواسطہ ابن بریدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا، میرے نزدیک محدّث شعبہ کی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔

وَأَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ [1] فی الکامل ھٰذا الحدیث للمفضل المذکور وقال لم ارفی حدیثه انکر من الحدیث قال ورواہ شعبة عن حبیب عن ابن بریدة ان عمر اخذ بید مجذوم الحدیث [2] اہ ولم یذکر الذھبی فی المیزان فی المفضل ھذا جرحا مفسرا بل ولاغیر مفسرمما یبلغ درجة التضعیف البتة انما نقل عن یحیی [3] انه قال لیس ھو بذاك وعن الترمذی [4] ماقدمنا ان المصری اوثق منه وعن النسائی [5] انه قال لیس بالقوی

[1] (تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی،ترجمه ٦٨٨١،جلد٢،صفحه٢٠٩،دارالکتب العلمیه بیروت)

[2] تا [5] (جامع الترمذی،کتاب الاطعمه،باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم،جلد٢،صفحه٤، امین کمپنی، دهلی)

یعنی محدّث ابن عدی نے الکامل میں اس حدیث کو مفضل مذکور کے حوالہ سے اس کی تخریج کی اور کہا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ منکر کوئی حدیث نہیں دیکھی، پھر اس نے کہا شعبہ نے حبیب سے بواسطہ ابن بریدہ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا (الحدیث) اھ، علامہ ذہبی نے المیزان میں اس مفضل کے بارے میں کوئی مفصل یا غیر مفصل جرح ذکر نہیں کی بلاشبہہ جو درجہ تضعیف تک پہنچتی ہے، اور یحیٰی سے نقل کیا گیا کہ اس نے کہا کہ یہ اس درجہ کی حدیث نہیں، امام ترمذی کے حوالے سے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شیخ مصری، شیخ بصری سے زیادہ ثقہ (مستند ومعتبر) ہے۔ امام نسائی سے مروی ہے کہ وہ قوی نہیں۔

اقول: ولایخفی علیك البون البین بین لیس بالقوی ولیس بقوی وقد روی عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت وعبدالرحمٰن بن مهدی ذاك الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبدالله المعروف بابن المدینی مااستصغرت نفسی الاعنده وقال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن ھذا مارأیت اعلم منه وکذٰلك موسٰی بن اسمٰعیل ذاك الثقة الثبت وجماعة لاجرم حسنه الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیرمستنکر وقدصححه امام الائمة ابن خزیمة ومن تبعه وقد وجدت له متابعا فان الامام الاجل اباجعفر الطحاوی اخرجه اولابالطریق المذکور فقال حدثنا فهد (یعنی ابن سلیمٰن بن یحیی) ثنا ابوبکر بن ابی شیبة ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبدالله الانصاری ثنا اسمٰعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول الله

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلہ [۱] قلت وبہ یعلم مافی کلام الامام الترمذی و اللہ تعالٰی اعلم

[۱] (شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراھۃ،باب الاجتناب من ذی داء الطاعون وغیرہ،جلد ۲،صفحہ ٤١٧،ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی)

یعنی اقــــول : (میں کہتا ہوں کہ) تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لیس بالقوی اور لیس بقوی دونوں میں واضح اور کھلا فرق ہے بلاشبہہ اس مؤدب ثقہ مثبت نے اس سے روایت کی ہے۔عبدالرحمٰن ابن مہدی جو فن حدیث میں کوہ گراں ہے امام اور حافظ ہے امام بخاری نے علی بن عبداللہ جو ابن المدینی کے نام سے مشہور ہے کے متعلق فرمایا کہ میں نے صرف اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا۔ چنانچہ ابن المدینی نے عبدالرحمٰن کے بارے میں فرمایا میں نے اس سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا اور اسی طرح موسٰی بن اسمٰعیل ثقہ،ثبت ہے۔اور ایک جماعت بلاشبہہ حافظ نے اس کی تحسین فرمائی اور حسن پر صحیح کا اطلاق غیر معروف نہیں۔امام الائمہ ابن خزیمہ اور ان کے ہمنوا ائمہ نے اس کی تصحیح فرمائی اور بلاشبہہ میں نے اس کا متابع پایا ہے کیونکہ جلیل الشان امام ابوجعفر طحاوی نے اوّلاً طریق مذکور سے اس کی تخریج فرمائی چنانچہ فرمایا ہم سے فہد یعنی ابن سلیمان بن یحیٰی نے بیان کیا،اس نے کہا ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا،الحدیث۔ پھر فرمایا ہم سے ابن مرزوق نے بیان کیا اس سے محمد بن عبداللہ انصاری نے اس سے اسمٰعیل بن مسلم نے بیان کیا،اس نے ابوالزبیر سے اس نے جابر سے،انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث مذکور کی مثل روایت فرمائی اھ قلت (میں کہتا ہوں کہ) اس سے امام ترمذی کے کلام کا حال معلوم کیا جا سکتا ہے اور درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔

ثم اعلم انہ وقع فی الجامع الصغیر لھذا الحدیث رمز حب، ك اقول :ولم ارہ فی المجتبی بل لیس فیہ لان مدارہ علی ماذکر الترمذی علی المفضل کما علمت و المفضل ھذا لیس من رواۃ النسائی اصلا وقد سقط الحدیث من نسخۃ سیدی علی المتقی قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاوّل للجامع الکبیر وقد رمزلہ فیہ د، ت، ہ الخ وھوالصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی الکبری فبالنظر الیہ یقال ع وھو بعید ثم الواقع فی المشکوۃ [۱] معزیا لابن ماجۃ ماذکرنا اعنی کل ثقۃ باللہ وفی جامع الترمذی ثم قال کل بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ [۲] ، قال العلامۃ علی القاری اما ترک المؤلف البسملۃ مع وجودھا فی الاصول فاما محمولۃ علی روایۃ منفردۃ غریبۃ لابن ماجۃ اوعلی

غفلة من صاحب المشكوٰة او المصابیح ۳؎ اھ

۱؎ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب،باب الفال والطیرۃ،صفحہ ۳۹۲،مطبع مجتبائی دھلی)

۲؎ (جامع الترمذی ،ابواب الاطعمہ،باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم،جلد۲، صفحہ ٤،ا مین کمپنی دھلی)

۳؎ (مرقات المفاتیح ، کتاب الطب والرقی،الفصل الثانی،جلد۸، صفحہ ۳۰۱،مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)

یعنی پھر جان لیجئے کہ جامع الصغیر میں اس حدیث کے لئے یہ رمز (حب،ک) ہے اقول : (میں کہتا ہوں کہ) میں نے اس کو مجتبٰی میں نہیں دیکھا بلکہ اس میں موجود ہی نہیں اس لئے کہ حدیث مذکور کا مدار جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا مفضل پر ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور یہ مفضّل بالکل رواۃ نسائی میں سے نہیں۔ میرے آقا علی متقی قدس سرہٗ کے نسخہ سے حدیث مذکور ساقط ہوگئی ہے اس لئے امام سیوطی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے لائے ہیں اور اس کے لئے یہ رمز (د،ت،ہ) پیش فرمائی الخ۔ اور وہ صحیح ہے ہاں البتہ امام نسائی نے الکبرٰی میں اسے روایت فرمایا تو پھر اس کے پیش نظر (ع) کہا جائے گا لیکن وہ بعید ہے پھر مشکوٰۃ میں ابن ماجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہی الفاظ واقع ہوئے جو ہم نے ذکر کئے ہیں، میری مراد "کل ثقة باللہ " کے الفاظ سے ہے۔ اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل بسم اللہ ثقةً باللہ تو کلا علیه (اللہ کا نام لے کر کھائیں اللہ تعالٰی پر اعتماد و بھروسا کرتے ہوئے)۔ علامہ علی قاری نے فرمایا مصنف علیہ الرحمۃ کا بسم اللہ چھوڑ دینا باوجودیکہ وہ اصول میں مذکور ہے یا تو اس لئے ہے کہ یہ ابن ماجه کی منفرد غریب روایت پر محمول ہے یا صاحب مشکوٰۃ یا صاحب مصابیح کی غفلت کا نتیجہ ہے اھ

اقول :سبحٰن اللہ هو انما نقله عن ابن ماجة فلوزاد البسملة نسب الی الفضلة ثم لم یتفرد ابن ماجة بترك البسملة بل هو كذٰلك عند ابی داؤد ایضا رواه عن عثمٰن بن ابی شیبة عن یونس بن محمد و ابن ماجة عن ابی بكر بن ابی شیبه ومجاهد ابن موسٰی ومحمد بن خلف العسقلانی كلهم عن یونس بترك البسملة والترمذی عن احمد بن سعید الاشقروابراهیم بن یعقوب كلاهما عن یونس مع البسملة فافهم

یعنی اقول : (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی (عیوب ونقائص سے) پاک ہے (یعنی بڑا تعجب ہے) اس لئے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابن ماجه سے نقل فرمایا ہے اگر بسم اللہ شریف کا اضافہ کرتے تو زیادتی کی طرف منسوب ہوتے اور ترک بسم اللہ کے معاملہ میں ابن ماجه ہی منفرد نہیں بلکہ ابوداؤد کے نسخہ میں بھی یونہی بسم اللہ متروک ہے چنانچہ امام ابوداؤد نے عثمان ابن ابی شیبہ سے بواسطہ یونس بن محمد اس کو روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ، مجاہد بن موسٰی اور محمد بن خلف عسقلانی کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، سب نے بواسطہ یونس بسم اللہ کے بغیر روایت کی اور امام ترمذی نے

بواسطہ احمد بن سعید اشقر اورابراہیم بن یعقوب بحوالہ یونس "بسم اللہ" سمیت اس کوروایت کیا ہے۔اس مقام کوسمجھ لیجئے۔

(۶)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: كُلْ مَعَ صَاحِبِ الْبَلاءِ تَوَاضُعًا لِرَبِّكَ وَإِيمَانًا

(رواہ الامام الاجل الطحاوی عن ابی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

(شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراھۃ،باب الاجتناب من ذی داء الطاعون وغیرہ، جلد۲، صفحہ۴۱۷،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

یعنی بلاوالے کے ساتھ کھانا کھااپنے رب کے لئے تواضع اوراس پر سچے یقین کی راہ سے۔

(۷)ایک بی بی نے اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ مجذوموں کے بارے میں فرماتے: فِرُّوا مِنْهُمْ كَفِرَارِكُمْ مِنَ الْأَسَدِ

(کنزالعمال ،بحوالہ ابن جریر،جلد۱۰، صفحہ۹۷،حدیث۲۸۵۰۷،مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

یعنی ان سے ایسا بھاگوجیسا شیر سے بھاگتے ہو۔

اُم المومنین نے فرمایا: كَلا !وَلَكِنَّهُ قَالَ :لا عَدْوَى ، فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

(رواہ ابن جریر عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ)

(کنزالعمال ،بحوالہ ابن جریر،حدیث۲۸۵۰۷،جلد۱۰، صفحہ۹۷،مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

یعنی ہرگزنہیں بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑکرنہیں لگتی، جسے پہلی ہوئی اُسے کس کی اُڑکرلگی؟؟

فائدہ: اُم المومنین کا یہ انکاراپنے علم کی بناء پرہے یعنی میرے سامنے ایسانہ فرمایا بلکہ یوں فرمایااورہے یہ کہ دونوں ارشادحضور ﷺ سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

فیصلہ حتمی: صحیح یہی ہے جوحدیث جلیل عظیم صحیح مشہوربلکہ متواترجس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے استدلال کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: لاعدوی یعنی بیماری اُڑکرنہیں لگتی۔

(رواہ الائمۃ احمدوالشیخان[۱] وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ واحمد والستۃ الاالنسائی[۲] عن انس واحمد والشیخان وابن ماجۃ[۳] والطحاوی عن ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوی عن السائب[۴] بن یزید وھم وابن جریر جمیعا عن جابر[۵] واحمد والترمذی والطحاوی[۶] عن ابن

مسعود واحمد وابن ماجة والطحاوی والطبرانی و ابن جریر عن ابن عباس [۷] والثلٰثة الاخیرة عن ابی امامة [۸]

وابن خزیمة والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد [۹] بن ابی وقاص والامام الطحاوی [۱۰] عن ابی سعید الخدری والشیرازی فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیة عن عمیر[۱۱] بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبدالرحمٰن[۱۲] بن ابی عمیرة المزنی و ابن جریر عن ام المومنین[۱۳] وایضا صححه والقاضی محمد ابن عبدالباقی الانصاری فی جزئه الحدیثی عن امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجهه الکریم بلفظ لایعدی سقیم صحیحا [۱۴] لخصناه عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔)

یعنی ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری ومسلم، ابوداؤداورابن ماجہ اس کوحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیانیز امام احمداوردیگر چھ ائمہ نے سوائے امام نسائی کے سب نے اس کوروایت کیاہےاوران پانچ ائمہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اورامام طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی نیزامام احمد، مسلم اورطحاوی نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کی۔ابن جریراوران سب نے حضرت جابر سے روایت کی۔امام احمد، ترمذی اورطحاوی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔امام احمد، ابن ماجہ، طحاوی، طبرانی اورابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اورآخری تین ائمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نیزابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اورابن جریر نے حضرت سعدبن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔اورامام طحاوی نے حضرت ابوسعیدخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، نیزشیرازی نے القاب میں طبرانی نے الکبیر میں حاکم اورابونعیم نے الحلیه میں حضرت عمیر بن سعدرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔طبرانی اورابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ مزنی سے روایت کی، ابن جریر نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرکے اس کی تصحیح فرمائی اورقاضی محمدابن عبدالباقی انصاری نے اپنے جزءالحدیثی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان الفاظ سے روایت فرمائی کسی بیمار سے بیماری اُڑکرکسی تندرست کونہیں لگتی، یہ ہم نے جامع کبیر سے جمع کیااوراضافوں کے ساتھ اس کاملخص پیش کیاہے۔

[۱] (صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الجذام، جلد۲، صفحه ۸۵۹ و صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوٰی، جلد۲، صفحه ۲۳۰)

(سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ و التطیر، جلد۲، صفحہ ۱۹۰ و مسند احمدبن حنبل عن ابی ھریرہ، جلد۲،صفحہ۲۶۷و ۳۲۷)

۲؎ (صحیح البخاری، کتاب الطب، باب لاعدوٰی، جلد۲ ،صفحہ۸۵۹وصحیح مسلم،باب الطیرۃ و الفال،جلد۲، صفحہ ۲۳۱)

(سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ و التطیر،جلد۲، صفحہ ۱۹۰ وسنن ابن ماجہ، ابواب الطب،صفحہ ۲۶۱)

(مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، جلد۳،صفحہ۱۵٤۔ ۱۳۰)

۳؎ (صحیح البخاری، کتاب الطب،جلد۲ ،صفحۃ۸۵۹و کنزالعمال بحوالہ حم وابن ماجہ، جلد۱۰، صفحہ۱۱۸ وسنن ابن ماجہ، ابواب الطب،صفحہ۲۶۱)

٤؎(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوٰی،جلد۲،صفحہ ۲۳۰ و مسند احمدبن حنبل عن السائب بن یزید، جلد۳، صفحہ ٤۳۰ وشرح معانی الآثار،جلد۲، صفحہ٤۱٦)

۵؎ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوٰی، جلد۲،صفحہ۲۳۱ و مسند احمدبن حنبل عن جابر، جلد۳، صفحہ۲۹۳ وشرح معانی الآثار،جلد۲، صفحہ٤۱۷)

٦؎ (جامع الترمذی،ابواب القدر،جلد۲، صفحہ۳۷ و مسنداحمدبن حنبل عن ابن مسعود،جلد۱، صفحہ ٤٤۰ وشرح معانی الآثار،جلد۲، صفحہ٤۱٦)

۷؎ (مسنداحمدبن حنبل،عن ابن عباس، جلد۱ ،صفحہ۲٦۹و سنن ابن ماجہ،ابواب الطب، صفحہ ۲٦۱وشرح معانی الآثار،جلد۲، صفحہ٤۱٦)

۸؎ (شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، جلد۲، صفحہ٤۱۷ و المعجم الکبیر،حدیث۷۷٦۲۔۷۷٦۱ جلد۸، صفحہ۲۱٦)

۹؎ (الجامع الکبیربحوالہ ابن خزیمہ و الطحاوی وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص،حدیث۲٦۱۸٤، جلد۸،صفحہ۲۹۹،بیروت)

۱۰؎ (الجامع الکبیربحوالہ ابن جریر و الطحاوی و الشیرازی فی الالقاب عن ابی سعد، حدیث۲٦۱۸۵، جلد۸،صفحہ۲۹۹،بیروت)

۱۱؎ (الجامع الکبیربحواله بحواله الشیرازی فی الالقاب (طب، حل، کر) عن عمیر بن سعد، حدیث٢٦١٨٦ ،جلد٨،صفحه٢٩٩،بیروت)

۱۲؎ (کنزالعمال بحواله کرعن عبدالرحمن، حدیث٢٨٦٠٨،جلد١٠،صفحه١٢٠،مؤسسة الرساله بیروت)

۱۳؎ (کنزالعمال بحواله ابن جریر عن علی،حدیث٢٨٦٣٦،جلد١٠، صفحه١٢٦،موسسة الرساله بیروت)

۱۴؎ (سنن ابی داؤد، کتاب الکهانة،جلد٢،صفحه١٩٠و شرح معانی الآثار،جلد٢،صفحه٤١٦)

فائدہ: اسی حدیث کے متعدد طرق وہ جواب قاطع ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے اُم المؤمنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا:(صحیحین و سنن ابی داؤد شرح معافی الآثار امام طحاوی وغیرها) میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔ایک بادیہ نشین نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ پھر اُونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والا آ کر ان میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہو جاتی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

(صحیح مسلم، کتاب السلام ، الباب لاعدوی ولا طیرة ولاهامة ولا صفر ولا نوء ولا غیرل ولا، الجزء ١١، الصفحة ٢٥٠،الحدیث٤١١٦)

(سنن ابی داود، کتاب الطب ، الباب فی الطیرة، الجزء ١٠، الصفحة ٤٢٠،الحدیث٣٤١٢)

(مسند احمد، کتاب ومن مسند بنی هاشم ، الباب بدایة مسند عبدالله بن العباس، الجزء ٥، الصفحة ٣٣١،الحدیث٢٢٩٩)

یعنی اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگی؟؟

فائدہ: یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ارشاد فرمایا: ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ

(کنزالعمال، الجزء ١٠، الصفحة١١٨)

یعنی یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی؟

یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود،عبداللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مروی ہوا حدیث اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا: لَا عَدْوَى ، وَلَا طِيَرَةَ ، وَلَا هَامَ ، أَلَا تَرَى إِلَى الْبَعِيرِ يَكُونُ فِي الصَّحْرَاءِ فَيُصْبِحُ فِي كَرْكَرَتِهِ ، أَوْ فِي مَرَاقِ بَطْنِهِ نُكْتَةٌ مِنْ جَرَبٍ لَمْ تَكُنْ فِيهِ قَبْلَ ذَلِكَ ، فَمَنْ

أَعْدَى الْأَوَّلَ ؟ (کنزالعمال، الجزء ۱۰، الصفحۃ ۱۲۱)

یعنی کیا دیکھتے نہیں کہ اُونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اُونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگ گئی ؟

فائدہ: اصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداً بغیر دوسرے سے منتقل ہوئے خود اس میں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خود بخود بھی حادث ہوتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یونہی ہزار میں بہر حال کسی کو کوئی بیماری کسی دوسرے کو نہیں چمٹتی اگر کوئی ایسا ہو بھی تو وہ اتفاقی امر ہے یہی شرعی فیصلہ ہے۔

(۸)(احمدو بخاری و مسلم وابوداؤد وابن ماجہ) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی، جلد ۲، صفحہ ۲۳۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ، باب فی الطیرۃ الخ، جلد ۲، صفحہ ۱۹۰، آفتاب عالم پریس لاھور)

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطب، باب الجذام، صفحہ ۲۶۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(صحیح البخاری، کتاب الطب، جلد ۲، صفحہ ۸۵۹، قدیمی کتب خانہ)

(مسنداحمد بن حنبل عن ابی ھریرہ، جلد ۲، صفحہ ۴۰۶، ۴۳۴، دارالفکر بیروت)

یعنی ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔

(بیھقی) نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا: لَا عَدْوَى، وَلَا يَحِلُّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ ، وَلْيُحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ "فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ !وَمَا ذَاكَ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : -إِنَّهُ أَذًى " (سنن البیھقی، الجزء ۷، الصفحۃ ۲۰۷)

یعنی بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانوروالا جہاں چاہے لے جائے۔ عرض کی گئی یہ کس لئے فرمایا؟ اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قلت وقدرواہ مالک فی مؤطاہ انہ بلغہ عن بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن ابن عطیۃ ان رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم قَالَ:لَا عَدْوَى، وَلَا يَحِلُّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ ، وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ "فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ !وَمَا ذَاكَ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : -إِنَّهُ أَذًى" [۱] ، هكذا رواه يحيى مرسلا وتابعه جماعة من رواة المؤطا و خالفهم القعنبى وعبدالله بن يوسف وابومصعب ويحيى بن بكير فجعلوه عن ابى عطية عن ابى هريرة موصولا غيران ابن بكير قال عن ابى عطية و لاخلف فهو عبدالله بن عطية الاشجعى ويكنى اباعطية ووهم بعض رواة المؤطا فى جعله عن ابى عطية عن ابى برزة و انما هو عن ابى هريرة رضى الله تعالٰى عنهما افاده الزرقانى [۲]

[۱] (مؤطا امام مالك، كتاب الجامع،باب عيادة المريض والطيرة،صفحه ۷۲۱،ميرمحمد كتب خانه كراچى)

[۲] (شرح الزرقانى على مؤطا الامام مالك، كتاب الجامع،باب عيادة المريض والطيرة،جلد۲، صفحه۳۳۳،دارالمعرفة بيروت)

یعنی قلت (میں کہتا ہوں) امام مالک نے اپنی مؤطا میں اسے یوں روایت کیا کہ حدیث مذکورانہیں بکیر بن عبداللہ بن اشج سے بواسطہ ابن عطیہ اس طرح پہنچی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کسی مرض میں تعدیہ نہیں (کہ مرض اُڑ کر دوسرے تندرست آدمی کو لگ جائے) اور اُلّو وغیرہ میں نحوست نہیں، ماہ صفر کی آمد میں نحوست نہیں۔ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لائیں بلکہ تندرست جانور کو جہاں چاہیں لے جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں یارسول صلّی اللہ علیہ وسلّم؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اس میں اذیت ہے یعنی لوگوں کو ایذا ہوگی۔ یحیٰی نے بطور ارسال (ذکر سند کے بغیر) اس کو روایت کیا اور مؤطا کے راویوں کی جماعت نے اس کی متابعت کی۔ قعنبی، عبداللہ بن یوسف، ابومصعب اور یحیٰی بن بکیر نے ان کی مخالت کی۔ لہٰذا بواسطہ ابن عطیہ حضرت ابو ہریرہ کے حوالے سے اسے موصول قرار دیا مگر یہ کہ ابن بکیر نے ابن عطیہ سے کہا اور اس میں کوئی خلاف نہیں اس لئے کہ وہ عبداللہ بن عطیہ اشجعی ہے البتہ اس کی کنیت ابوعطیہ ہے، بعض رواۃ مؤطا کو یہ وہم ہوا کہ انہوں نے اس حدیث کو عن ابی عطیہ عن ابی برزہ کی سند سے ذکر کیا حالانکہ یہ حضرت ابو ہریرہ کی سند سے مروی ہے (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) علامہ زرقانی نے اس کا افادہ کیا۔

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔ بتیسویں حدیث صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: لَا عَدْوَى وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ

(المقاصد الحسنة ، الجزء۱، الصفحة ۱۰)(كشف الخفاء ، الجزء۱، الصفحة ٤٠)

(كنزالعمال، الجزء۱۰، الصفحة٥٦)

یعنی بیماری اُڑ کرنہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔

اورده الامام الجليل الجلال السيوطى فى جامعه الكبير بهٰذا اللفظ عازيا لابن جرير عن ابى قلابة [1] وفى قسمه الاوّل بلفظ لاعدوى و لاطيرة و لاهامة و لاصفر واتقوا المجذوم كما تتقوا الاسد عازيا [2] لسنن البيهقى عن ابى هريرة، و اورده فى اول الجامع ايضا بلفظ لاعدوى و لاطيرة و لاهامة و لاصفروفرمن المجذوم كما تفرمن الاسد عازيا لاحمد [3] والبخارى عن ابى هريرة، وهو كذٰلك فى الجامع الصحيح وبه ظهر ماقدمنا ان العزو يتبع اللفظ فبالنظر الى حديث ابى قلابة عددناه بحياله ولذا اوردناه بلفظه وهو بعينه لفظ البخارى وان اشتمل على زيادات لاتوقف لهذا المعنى عليها

[1] (جامع الاحاديث للسيوطى،مسند ابى قلابه،جلد۱۷،صفحه۳۱۴،الحديث۱۰۱۴۶،دارالفكر بيروت)

[2] (جامع الاحاديث للسيوطى،جلد۸،صفحه۳۳۰،الحديث۲۶۱۹۱،دارالفكر بيروت)

[3] (جامع الاحاديث للسيوطى،جلد۸،صفحه۲۹۷،الحديث۲۶۱۶۸،دارالفكر بيروت)

یعنی جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی اپنی جامع کبیر میں ابوقلابہ کے حوالہ سے امام ابن جریر کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اس لفظ سے لائے ہیں اور اس کی پہلی قسم میں ان الفاظ سے لائے ہیں "لاعدوی "یعنی کوئی مرض اُڑ کرنہیں لگتا، "ولاھامۃ "نہ اُلّو میں نحوست ہے،"ولاصفر "نہ ماہ صفر کی آمد میں کوئی نحوست ہے۔جذامی سے اس طرح بچو جس طرح شیروں سے بچتے ہو(یعنی بھاگتے ہو)بواسطہ ابوہریرہ سنن بیھقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ نیز جامع کی ابتداء میں امام سیوطی ان الفاظ سے لائے ہیں کسی مرض میں تجاوز نہیں نہ الّو میں نحوست ہے نہ ماہ صفر میں، جذامی سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔مسند احمد اور بخاری کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے۔اور وہ جامع صحیح میں اسی طرح ہے۔اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو کچھ ہم پہلے بیان کرآئے ہیں کہ نسبت کرنی لفظ کے تابع ہوتی ہے پھر ابوقلابہ کی حدیث کے پیشِ نظر ہم نے اس کے مقابل سے اس کا شمار کیا ہے اس لئے ہم اسے اسی لفظ سے لائے ہیں اور وہ بعینہٖ بخاری کے الفاظ ہیں اگرچہ وہ کچھ اضافوں پر شامل ہے پس اس معنی کا ان پر توقف نہیں (یہ معنی ان پر موقوف نہیں)۔

اقول :وابوقلابة هذا هو عبدالله بن زيد الجرمى من ثقات التابعين وعلمائهم كثيرالارسال وكان

الاولی ان ینبه علیه ثم ان العلامة الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاھات المعنی فرمن المجذوم فرارك من الاسد كما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیه عن ابی ھریرة مرفوعا بمعناه[1] اه ورأیتنی كتبت علیه مانصه اقول :لم اره لمسلم انما فیه قوله صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم لمجذوم انا قد بایعناك فارجع [2] نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم كما تفرمن الاسد [3] والیه وحده عزاه فی المشكوۃ [4] و كذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثه المذكور [5] وكذا الامام السیوطی فی اول جامعه الكبیر [6] ، فاللّٰہ تعالٰی اعلم

[1] (المقاصد الحسنه،حرف الھمزہ،حدیث ۲۱،صفحه ۱۸،دارالکتب العلمیه بیروت)

[2] (صحیح مسلم، کتاب السلام،باب اجتناب المجذوم،جلد۲،صفحه۲۳۳،قدیمی کتب خانه کراچی)

[3] (صحیح البخاری، کتاب الطب،باب الجذام،جلد۲،صفحه ۸۵۰،قدیمی کتب خانه کراچی)

[4] (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی،باب الفال والطیرة،صفحه ۳۹۱،مجتبائی دھلی بھارت)

[5] (شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب السلام،باب اجتناب المجذوم،جلد۲،صفحه۲۳۳، قدیمی کتب خانه کراچی)

[6] (جامع الاحادیث للسیوطی،حدیث۲۶۱۶۸،جلد۸،صفحه۲۹۷،دارالفکر بیروت)

یعنی اقول : (میں کہتا ہوں کہ) یہ ابوقلابہ عبداللہ ابن زید جرمی ہے جو ثقات تابعین اوران کے علماء میں سے ہے یہ کثیرالارسال ہے،بہتر تو یہ تھا کہ وہ اس پرآگاہ (تنبیہ) کرتا۔علامہ شمس الدین سخاوی نے فرمایا کہ حدیث اتقوا ذوی العاھات کا معنی فرمن المجذوم فرارك من الاسد (یعنی جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) جیسا کہ حدیث کے بعض الفاظ میں وارد ہوا ہے اور وہ بواسطہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ متفق علیہ مرفوع بالمعنٰی روایت ہے اھ مجھے یاد ہے میں نے اسی پر حاشیہ لکھا ہے عبارت یہ ہے اقول : (میں کہتا ہوں) میں نے اسے صحیح مسلم میں نہیں دیکھا،اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جذامی شخص کے بارے میں صرف یہی ارشاد مذکور ہے کہ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیا لہٰذا واپس چلے جاؤ،ہاں البتہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح تو شیر سے بھاگتا ہے "صرف اکیلے بخاری ہی کی طرف مشکوٰۃ میں اس کی نسبت کی گئی ہے۔اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کے ذیل میں لکھا ہے اوراسی طرح اپنی جامع کبیر میں ابتداءً امام سیوطی نے فرمایا : درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ جانتا ہے۔

اب بتوفیق اللہ تعالیٰ تحقیق حکم سنئے۔

مجوزین کو جوابات: مرض نہ چمٹنے والی روایات اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا کوئی تندرست بیمار کے قریب و اختلاط سے بیمار سے ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔ان متواتر وروشن وظاہر ارشادات عالیہ کوسن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے۔مگر رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اُٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی ہے پھر حضور ﷺ واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عملی کاروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا اوران کا جھوٹا پانی پینا،ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا،خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھا کر کھانا،جہاں منہ لگا کر پانی پیا یا بقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خودنوش کرنا یہ اور بھی واضح کررہی ہے کہ عددی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کولگ جانا محض خیالِ باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرع ہرگز روا نہیں رکھتی۔

قال اللہ تعالی: وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت ۱۹۵)

ترجمہ: اوراپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

ازالۂ وھم: مرض چمٹنے والی حدیثیں اس درجہ عالیہ صحت پرنہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کرآئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگروہی حدیث اس سے اعلیٰ درجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خوداسی میں ابطال عددی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اُڑ کر نہیں لگتی تو یہ حدیث خودواضح فرمارہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ واندیشہ کی بناء پرنہیں لہٰذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گراہوا ہے کہ اسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق

حيث قال قال عفان وعفان هذا وان كان من شيوخ البخاري فكثيراما يروى عنه بالواسطة كما في فتح الباري [1] وعدوله عن حدثنا المعتادله في جميع كتابه الى قال لايكون الا لوجه وهذا وان كان وصلا علٰى طريق ابن الصلاح فليس المختلف فيه كالمتفق عليه وقدجزم المحقق على الاطلاق في باب العنين من فتح القدير ان البخارى رواه معلقا [2] ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة في الحديث الاوّل اليس فيما ذكرت حديث اناقدبايعناك فارجع [3]

[1] (فتح الباری شرح البخاری،کتاب الطب،باب الجذام،جلد۱۲،صفحہ۲٦٤،مصطفی البابی مصر)

[2] (فتح القدیر،کتاب الطلاق،باب العنین،جلد٤،صفحہ۱۳۳،مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

[3] (صحیح مسلم،کتاب السلام،باب اجتناب المجذوم،جلد۲، صفحہ۲۳۳،قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی چنانچہ امام بخاری نے فرمایا عفان نے کہا یہ عفان اگر چہ شیوخ بخاری (اساتذہ بخاری) میں سے ہے تاہم اس سے بسا اوقات بالواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے، امام بخاری کا حدثنا (جو تمام کتب میں حسب معمول وحسب عادت ہے) چھوڑ کر لفظ قال اختیار کرنا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوسکتا، اگر چہ علامہ ابن الصلاح کے طریقے پر یہ صورت وصل ہے تاہم مختلف فیہ، متفق علیہ کی طرح نہیں۔ محقق علی الاطلاق (ابن ہمام) نے فتح القدیر باب عنین میں اس پر یقین اور وثوق کیا کہ امام بخاری نے اسے معلق روایت کیا ہے پھر شاید آپ کہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے پہلی حدیث میں صحت کو منحصر (بند) کردیا حالانکہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا اس میں یہ حدیث ہے انا قد بایعناک فارجع واپس ہو جاؤ ہم نے تمہیں زبانی بیعت کرلیا۔

اقول :انما یرویه مسلم، هکذا حدثنا یحیی بن یحیی اناهشیم ح قال وثنا ابوبکر بن ابی شیبه قال ناشریك بن عبدالله وهشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمروبن الشرید عن ابیه رضی الله تعالٰی عنه[1] وقال ابن ماجة حدثنا عمروبن رافع ثناهشیم عن یعلی بن عطاء[2] الخ وهشیم بن شریك کلاهما مدلس وقدعنعنا قال فی التقریب هشیم بن بشیر ثقة ثبت کثیر التدلیس والارسال الخفی[3] وقال فی شریك صدوق یخطی کثیرا تغیر حفظه منذ ولی القضاء بالکوفة[4] وقال فی تهذیب التهذیب قال عبدالحق الاشبیلی کان یدلس و قال ابن القطان کان مشهورابالتدلیس[5] اه قال و یروی له مسلم فی المتابعات[6] اه کماههنا اخرج له بمتابعة هشیم اما قول من قال ان عنعنة المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع فاقول :تقلید جامد ولاننکرتحسین الظن فلیس التخمین کالتبیین اصلا

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم، جلد۲، صفحه۲۳۳، قدیمی کتب خانه کراچی)

[2] (سنن ابن ماجه، ابواب الطب، باب الجذام، صفحه۲۶۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[3] (تقریب التهذیب لابن حجرعسقلانی تحت حرف الهاء، ترجمه۷۳۳۸، جلد۲، صفحه۲۶۹، دارالکتب العلمیه بیروت)

[4] (تقریب التهذیب لابن حجرعسقلانی تحت حرف الشین المعجمه، ترجمه۲۷۹۵، جلد۱، صفحه۴۱۷، دارالکتب العلمیه بیروت)

۵ (تهذيب التهذيب من اسمه شريك، ترجمه شريك بن عبدالله ٥٧٧،جلد ٤،صفحه٣٣٧، دائرة المعارف النظاميه حيدرآباد دكن بهارت)

٦ (تهذيب التهذيب من اسمه شريك، ترجمه شريك بن عبدالله ٥٧٧،جلد ٤،صفحه٣٣٧، دائرة المعارف النظاميه حيدرآباد دكن بهارت)

یعنی اقول: (میں کہتا ہوں) امام مسلم اسے اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ہم سے یحیٰی بن یحیٰی نے بیان کیا اسے ہشیم نے بتایا، "ح "ہم سے ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ اور ہشیم بن بشیر نے بیان کیا اس نے یعلٰی بن عطاء اس نے عمرو بن شرید اس نے اپنے باپ سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔محدّث ابن ماجہ نے فرمایا ہم سے عمرو بن رافع نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے ہشیم نے بواسطہ یعلٰی بن عطاء بیان کیا الخ ہشیم اور شریک دونوں مُدلِّس ہیں اور دونوں نے عن عن کے الفاظ سے روایت کی ہے، چنانچہ التقریب میں فرمایا : ہشیم بن بشیر ثقہ،ثبت ہے مگر بہت زیادہ تدلیس اور ارسال خفی کرنے والا ہے۔اور شریک کے متعلق فرمایا : سچا ہے لیکن کثیر الخطا ہے اس کے حافظہ میں تبدیلی آ گئی تھی جب سے وہ کوفہ میں قاضی مقرر ہوا۔تھذیب التھذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا : وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔اور ابن القطان نے فرمایا : وہ تدلیس میں مشہور تھا اھ۔فرمایا : امام مسلم اس سے متابعات میں روایت کرتے تھے اھ۔جیسا کہ یہاں ہشیم کی متابعت میں اس سے تخریج فرمائی۔لیکن جس نے یہ کہا کہ تدلیس کرنے والوں کا بخاری ومسلم میں عن عن کہنا سماع پر محمول ہے فاقول : (تو میں کہتا ہوں کہ) یہ محض اندھی تقلید ہے اگرچہ ہم حسن ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین (اٹکل پچّو سے کچھ کہنا) بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔

لوگوں میں مشہور ہونا محض اوہام وخیالات ہیں اس کے متعلق اصلاً کوئی حدیث ثبوت عدوی میں نص نہیں یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کر لگ جاتی ہے۔

سوال: جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو ان کی طرف تیز نگاہ نہ کرو صاف یہ مجمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے۔

جواب: تحقیر شرع کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتارانِ بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی اور یہ روا نہیں۔علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: (لاتحدوا النظر) لانه أحرى ان لا تعافوهم فتزدروهم او تحتقروهم

(التيسير شرح الجامع الصغير،تحت حديث لاتحدوا النظرالى مجذومين، جلد٢، صفحه٩٤٨، مكتبه امام شافعى الرياض)

یعنی (نظریں جما کر جذامیوں کو نہ دیکھو) اس لئے کہ یہ ایذا ہے کہیں تم ان سے گھن نہ کرنے لگو اور ان کو عیب دار سمجھتے ہوئے

تحقیر نہ کرنے لگو۔

علامہ فتنی مجمع بحارا الانوار میں فرماتے ہیں:

لاتديموا النظر الى المجذومين لانه اذا ادامه حقره وتاذّى به المجذوم

(مجمع بحارالانوار،تحت حرف الجیم،تحت لفظ جذام،جلد ۱،صفحه۳۳٦،

مکتبه دارالایمان مدینه منوره)

یعنی نگاہ جما کر جذامیوں کو نہ دیکھواس لئے کہ یہ ایذا ہے جب کوئی نگاہ جما کر انہیں دیکھے تو انہیں حقیر سمجھے گا اور جذامیوں کو اس طرح تکلیف ہوگی۔

سوال: ثقفی سے فرمایا پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

جواب:(۱)انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔

(۲)حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

(۳)مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہے اور وہ بلا میں تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی۔

(۴)حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے برا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵)ممکن ہے کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(٦)ممکن ہے کہ مریض کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں۔

غرض واقعہ حال محل صدگونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔

مجمع البحار میں ہے:ارجع فقد بايعناك انما رده لئلا ينظر اليه اصحابه صلى الله تعالٰى عليه وسلم فيزدرونه ويرون لانفسهم عليه فضلا فيدخلهم العجب اولئلا يحزن المجذوم برؤية النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم واصحابه ومافضلوا به فيقل شكره على بلاء الله تعالٰى۔

(مجمع بحارالانوار،تحت حرف الجیم،تحت لفظ جذام،جلد ۱،صفحه۳۳٦،

مکتبه دارالایمان مدینه منوره)

یعنی واپس چلے جاؤ بے شک میں نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیا ہے۔حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جذامی شخص کو لوٹادیا تاکہ حضورعلیہ السلام کے صحابہ کرام اسے دیکھ کرکہیں حقیر اور گھٹیا نہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کواس پر ترجیح نہ دینے لگیں۔اس طرح ان میں خود بینی پیدا ہوجائے گی۔حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ ذی شان کواوران کے فضل وشرف کو دیکھنے سے کہیں جذامی غمگین نہ ہو، پھر اللہ تعالیٰ کی مصیبت اور بلا پر اس کے جذبات شکر میں کمی نہ آجائے۔

سوال: بچھونا لپیٹنے کو کیوں فرمایا؟

جواب : ممکن ہے کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

سوال: روایت میں ہے اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔

جواب: لفظ اگر خود بتاتا ہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں۔

تیسیر میں ہے: قولہ ان کان، دلیل علی ان ھذاالامرغیر محقق عندہ

(تیسیر شرح جامع صغیر،تحت حدیث ان کان شیء من الداء الخ،جلد ۱،صفحہ۳۷۳،

مکتبہ امام شافعی ریاض)

یعنی جہاں بھی ''اگر'' کالفظ ہو وہ قائل کے نزدیک وہ دلیل غیر محقق ہے۔

شک پر محمول کرنا غیر مناسب ہے حق وہی ہے جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر دواؤں میں خیر و بھلائی ہے تو پھر پچھنے لگوانے اور خون نکلوانے میں یا شہد پینے میں ہے(رواہ احمد و الشیخان) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں شک نہیں کہ شہد میں خیر ہی خیر ہے جیسا کہ اس کی قرآن مجید میں تصریح ہے اور یونہی خون نکلوانے میں بھی خیر ہے جیسا کہ اس کی دلیل احادیث مشہور قولیہ وفعلیہ ہیں۔یونہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی تقدیر سے سبقت کرجاتی تو وہ نظر(بدیا خیر)۔

(رواہ احمد و مسلم و الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اور ظاہر ہے کہ تقدیر سے کوئی شے سبقت نہیں کرسکتی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس دلیل میں شک آجائے وہ استدلال کے قابل نہیں ہوتی۔

سوال: وادی سے گزر جانے کا حکم اسی لئے ہوا کہ بیماری چمٹ جاتی ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں حدیث گزری ہے۔

جواب: اس کے وہی جوابات ہیں جو ہم نے سابق اوراق میں بیان کئے ہیں۔

سوال: فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجذومہ بی بی کو طواف کرنے سے روکا اور فرمایا کہ تم گھر بیٹھی رہو۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماری چمٹ جاتی ہے۔

جواب: اس کے جوابات بھی پہلے گزرے ہیں۔

سوال: امیر المؤمنین نے معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا دوسرا ہوتا تو تجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا۔

جواب: انہی حدیثوں میں ہے کہ ان کو اپنے ساتھ کھلایا اگر یہ امر عدوی کا سبب عادی ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلائیں ڈالنا روانہ ہوتا گذشتہ حدیث نے تو خوب ظاہر کر دیا کہ امیر المؤمنین خیال عدوی کی بیخ کنی فرماتے تھے نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلا کر ان کے ہاتھ سے لے کر خاص ان کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے۔معلوم ہوا کہ عدوی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہوا کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے اس کا فضل اس پر حائل ہے کہ وہ تنفر مضمحل وزائل ہو گیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔

سوال: حدیث ہے کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں۔

جواب: اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کر دی کہ یہ صرف لوگوں کے برا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کر نہیں لگی لہٰذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔

سوال: پانچ حدیثیں اول،دوم،سوم،پنجم،دہم ہیں کہ بیماری چمٹتی ہے۔

جواب: ان میں دوم کی سند وہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی اور دہم کہ امیر المؤمنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحابِ بدر ومہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدور سخت مستعبد تھا متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کر دیا جیسا کہ امیر المؤمنین سے تھا جیسا کہ گزرا مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

جواب۲: ان میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور ان میں وہی صحیح یا حسن ہے تو اسی کی طرف توجہ کافی۔علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں اول اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا ان کا طریقہ ان جیسی احادیث میں یہ تھا کہ علم قطعی پر اعتماد ہو مثلاً وہ حکم قرآن کریم سے حاصل ہو یا رسول اللہ ﷺ سے بالمشافہ سنا گیا ہو۔اگر ان دونوں کے کوئی حکم خلاف ہوتا تو وہ راوی کے سہو پر

محمول فرماتیں مثلاً امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میت کو اس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔سیدہ عائشہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ عمر پر رحم فرمائے میت پر اس کے اہل کے رونے سے عذاب نہیں ہوتا ہاں اللہ کافر کا اس کے اہل کے رونے سے عذاب بڑھاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (پارہ۲۲،سورۃ فاطر،اٰیت ۱۸)

ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

یونہی بی بی صاحبہ نے حضرت ابن عمر کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے کہ وہ اپنے کی طرح روایت کرتے ہیں وہ جھوٹ تو نہیں بولتے لیکن بھول گئے ہیں کیونکہ ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہود کی میت پر گزر ہوا جس پر لوگ رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس پر رو رہے ہیں لیکن ان کے میت پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ حدیث تم جھوٹوں سے تو روایت نہیں کر رہے ہو۔یعنی حدیث صحیح ہے لیکن سننے میں غلطی ہوئی ہے تمہارے لئے قرآن کافی ہے وہی تمہیں شفا دے گا یعنی وہی حکم یقینی ہے فرمایا کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

آخری ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے لئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے بعض اہل کے رونے سے عذاب بڑھاتا ہے۔

اور بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں باپ بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے متعلق فرمایا وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مردہ اور کافروں کے لئے فرمایا کہ مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میں ان مردوں کافروں کو کہہ رہا ہوں وہ تمہارے سے زیادہ سنتے ہیں۔

حالانکہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (پارہ۲۰،سورۃ النمل،اٰیت ۸۰)

ترجمہ: بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے۔(اس استدلال سے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رجوع فرمایا تھا)۔

یونہی بی بی صاحبہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پہنچی کہ عورت اور درد اور مرض میں نحوست ہے آپ یہ سن کر سخت ناراض ہوئیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہاں آپ نے فرمایا کہ ان سے زمانہ جاہلیت کے لوگ بدفالی پکڑتے تھے۔بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسا ہو سکتا ہے دوسروں کو اتنا جرات کہاں کیونکہ بی بی صاحبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنتی تھیں یہاں بھی ایسا ہوا چنانچہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بدفالی کو منحوس فرماتے یعنی آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت نفرت تھی یونہی بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے ایک کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو اس سے بہتر ہے کہ وہ شعر کہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ اُنہوں نے حدیث کا اول حصہ تو یاد کرلیا لیکن اس کا آخری حصہ محفوظ نہ کر سکے۔ دراصل بات یوں ہے اہل جاہلیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اشعار سے ہجو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ تمہارے ایک کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو اس سے بہتر ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرے یہ اس لئے بی بی نے فرمایا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن رواحہ کے اشعار کی پسندیدگی کا اظہار سن چکی تھیں اور بہت دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا یہ بیت صحیح ہے اور اس کی خبریں تمہیں ان سے آئیں گی جنہیں تم نہیں دیکھتے۔(طحاوی)

اسی قاعدہ پر بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہاں وہی بات کہی جو اُنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا کہ لاعدوی یعنی بیماری کا چمٹنا کوئی شے نہیں۔

جواب ۳: مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں احادیث نفی عداوی نے انہیں نسخ کردیا "عمدة القاری شرح صحیح بخاری" میں امام قاضی عیاض سے منقول ہے: فَذَهَبَ عُمَرُ وَجَمَاعَةٌ مِنَ السَّلَفِ إِلَى الْأَكْلِ مَعَهُ وَرَأَوْا أَنَّ الْأَمْرَ بِاجْتِنَابِهِ مَنْسُوخٌ .وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ عِيسَى بْنُ دِينَارٍ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ[1] اه۔

ورده الامام النووى لِوَجْهَيْنِ :أَحَدُهُمَا أَنَّ النَّسْخَ يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعَذُّرُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ ، وَلَمْ يَتَعَذَّرْ ، بَلْ قَدْ جَمَعْنَا بَيْنَهُمَا . وَالثَّانِي أَنَّهُ يُشْتَرَطُ فِيهِ مَعْرِفَةُ التَّارِيخِ ، وَتَأَخُّرُ النَّاسِخِ ، وَلَيْسَ ذَلِكَ مَوْجُودًا هُنَا[2]۔

[1] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى،بحواله ابن الجوزى، كتاب الطب،باب الجذام،جلد ۲۱، صفحه۲۴۷، ادارة الطباعة المنيرية بيروت)

[2] (شرح صحيح مسلم للنووى، كتاب السلام،باب لاعدوٰى الخ،جلد۲،صفحه ۲۳۰، قديمى كتب خانه كراچى)

یعنی حضرت عمر فاروق اور سلف کا ایک گروہ اس طرف گئے ہیں کہ جذامی شخص کے ساتھ کھانا جائز ہے اور اس سے بچنے کا حکم منسوخ ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ کہا ان میں عیسیٰ ابن دینار مالکی ہیں اھ لیکن امام نووی نے اسے دووجہوں سے رَد

کیا ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دو حدیثیں جمع نہ ہوسکیں اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کر دیا ہے، دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو (تاکہ پہلی کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیں) اور یہاں یہ موجود نہیں۔

(۱) نسخ میں شرط ہے کہ دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق متعذر ہو اور یہاں تعذر نہیں بلکہ ہم نے اس کی تطبیق کر دکھائی ہے۔

(۲) ناسخ و منسوخ کے تقدم و تاخر کی تاریخ کا علم شرط ہے اور یہاں تاریخ کا کسی کو علم نہیں فلہٰذا نسخ کا قول عند النووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح نہ ہوا۔

تحقیق رضوی: قاضی (عیاض رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائل تھے کہ مجذوم سے فرار وغیرہ کا حکم منسوخ ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان کے ہاں اس قسم کی کوئی روایت ہے اگر روایت ہے تو پھر تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں اگر چہ تطبیق آسانی سے بھی ہو تب تطبیق فضول ہے کیونکہ روایت کے بالمقابل تطبیق کا کیا کام لیکن قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں روایت کا ذکر کیا ہے تو وہ ان کا اپنا گمان ہے ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ روایت میں تو واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خود ہی اس کی اشارۃً تطبیق بتائی ہے اس اعتبار سے تو نسخ کا قول بالکل نامناسب ہے علاوہ ازیں نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی **لا عدوی** والی حدیث سے پہلے ہے اور نسخ میں شرط ہے کہ منسوخ پہلے اور یہاں ناسخ پہلے ہے اس طرح سے نسخ کا قول بالکل بیکار ہو گیا۔

جواب ٤: بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پر نظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عجب و تحقیر و ایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا ''عمدۃ القاری'' میں ہے: **قال بعضهم الخبر صحيح وامره بالفرار منه لنهيه عن النظر اليه**

(عمدۃ القاری، کتاب الطب، باب الجذام، جلد ۲۱، صفحہ ۲٤۷، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت)

یعنی بعض نے کہا کہ فرار والی حدیث صحیح ہے لیکن بھاگنے کے بجائے اس کی طرف نہ دیکھنے کا حکم ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ احادیث اس مفہوم کی حامل نہیں اس لئے کہ بعض روایات میں یہ حکم ہے کہ ان سے ایک تیر یا دو کے پھینکنے کی مقدار دور رہو یہاں دیکھنے کی نفی نہیں۔

جواب ٥: امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔

شرح صحیح مسلم للامام النووی میں ہے: وَأَمَّا النَّهْي عَنْ إِيرَاد الْمُمْرِضِ عَلَى الْمُصِحّ فَلَيْسَ لِلْعَدْوَى ، بَلْ لِلتَّأَذِّي بِالرَّائِحَةِ الْكَرِيهَة

(شرح النووی علی مسلم، کتاب السلام،الباب لاعدوی ولاطیرة ولاھامة ولا صفر ولانوء ولاغول ولا، الجزء۷، الصفحة۳۷۲، الحدیث۴۱۱۶)

یعنی بعض نے کہا کہ فرار کی نہی عدویٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی گندگی بد بو وغیرہ کی وجہ سے ہے۔

قول مشہور و مذہب جمہور و مقرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذ اللہ قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہو گیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھو بیماری اُڑ کر لگ گئی۔ اول یہ تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کے لئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔ یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری بہتر ہے ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذ باللہ کچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوا سے باطلہ سے پیدا ہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ: لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،اٰیت۵۱)

﴿ترجمہ: ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا۔﴾ سے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس طرح قول وفعل حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ [1] ﴿یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے (ہمارے ساتھ) کھایئے۔﴾ فرمایا۔

[1] (سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الطیرة، الجزء۱۰، الصفحة۴۳۲، الحدیث۳۴۲۴)

(سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب الجذام، الجزء۱۰، الصفحة۳۸۱، الحدیث۳۵۳۲)

(امام اجل امین امام الفقهاء و امام المحدثین و امام اهل الجرح والتعدیل و امام التصحیح والتعلیل) حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوی احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضیٰ وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں: فقد نفی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم العدوٰی وفی هذه الاثار وقد قال فمن اعدی الاول ای لما کان ماصاب الاول انما کان

بقدراللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذٰلك، فان قال قائل فنجعل ھذا مضادا لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایورد ممرض علی مصح کما جعله ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه

(شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراھۃ،باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ،جلد۲، صفحه۴۱۷،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ان آثار میں فرار سے نفی فرمائی اور فرمایا کہ پہلے بیمار کی بیماری کس سے چمٹی؟ یعنی جب پہلے کی بیماری تقدیر سے ہے تو دوسرے کی بھی اسی سے سمجھو اگر چمٹنے کا قائل کوئی ایسی روایت پیش کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کے خلاف ہے کہ جس میں فرمایا کہ کوئی مریض اپنا تندرست پر نہیں ڈال سکتا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طریقہ اختیار فرمایا۔

یہ بات نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں **لاعدوی** (جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے تجاوز کرنے کی نفی فرمائی ہے) دائمی ہو اور آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی کوئی بیمار پر بیماری نہیں ڈالتا۔ اس خوف کی وجہ سے ہو کہ ممکن ہے کہ وہ اس سے خوف کرے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہی مصیبت اس پر اس طرح پڑے جیسے پہلے بیمار پر بیماری کا حملہ ہوا پھر لوگ کہنے لگیں کہ اسے پہلے بیمار نے بیمار کیا ہے تو آپ ﷺ کو یہ ناگوار ہوا کہ کوئی کہے کہ تندرست کو بیمار نے بیمار کیا ہے اسی قول کے خوف سے آپ نے فرار کا حکم فرمایا حالانکہ ہم نے روایات نقل کی ہیں کہ آپ ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ وہاں پیالہ پر رکھا جہاں سے پانی پیا تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث کا تقاضا ہے کہ بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی کیونکہ اگر بیماری کے چمٹنے کا احتمال ہوتا تو رسول اکرم ﷺ ایسا ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

کماقال: وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت۱۹۵)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

ایک دفعہ آپ ﷺ گرنے کی طرف مائل دیوار سے جلدی گزرے کہ کہیں اس کے گرنے پر موت کا حادثہ نہ ہو جائے جب اس حادثہ سے آپ نے موت کا خطرہ محسوس فرمایا تو پھر بیماری چمٹنے کے خطرہ کے احساس سے کیسے چشم پوشی فرماتے فلہٰذا آپ کا مجذوم وغیرہ سے مخالطت اسی لئے تھا کہ کوئی بیماری کسی کو نہیں چمٹتی ان آثار وروایات کا ہمارے نزدیک ایک ہی معنی ہے۔(واللہ تعالٰی اعلم بالصواب)

بہترین تقریر:(اشعۃ للمعات) شیخ محقق میں ہے: اکثر برآنند که مراد نفی عدوٰی

وابطال اوست مطلقاً چناچه ظاھراحادیث درآن است اعتقاد

اسی میں ہے: جاھلیت آں بود کہ بیمارے کہ درپہلوئے بیمارے نشیند یاھمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری اوبوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت درھفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخرو رمد وامراض وبائیہ پس شارع آنرا نفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ھمچناں کہ اورا بیمار کردایں را نیز کرد۔

(اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ،باب الطب و الرقی ،باب الفال و الطیرۃ،جلد۳، صفحہ۶۲۲و۶۲۰، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

یعنی اکثر اس پر ہیں اس سے مرادعدوی کی نفی وابطال ہے مطلقاً جیسا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اور زمانہ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بیمار کے قریب نہ بیٹھو یا ان کے ہمراہ کھاؤ نہ کیونکہ اس کی بیماری اس میں سرایت کر جاتی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اطباء کا خیال ہے کہ سات بیماریاں سرایت کرتی ہیں۔

(۱) جذام (۲) خارش (۳) چیچک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ومنہ کی بدبو (۶) چشم آشوب (۷) امراض وبائیہ۔

حضرت شارع علیہ الرحمۃ نے اس کی نفی وابطال فرمایا ہے یعنی یہ امراض سرایت نہیں کرتیں بلکہ قادر مطلق نے جسے جیسے چاہا بیمار کیا۔

بالجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین وآخرین سیدنا صدیق اکبرو حضرت سیدنا فاروقِ اعظم وحضرت سلمان فارسی، حضرت اُم المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا۔ امام اجل طحاوی سیدالحنیفہ وامام یحیٰی بن یحیٰی مالکی وامام عیسیٰ بن دینار مالکی وامام ابن بطال وابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے (عمدۃ القاری میں طبری) سے ہے: کان ابن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنھم یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معھم وعن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا قالت کان مولی لنا اصحابہ ذٰلك الداء فکان یاکل فی صحانی ویشرب فی اقداحی وینام علٰی فراشی ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الطب،باب الجذام،جلد۲۱ ،صفحہ۲۴۷،ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت)

یعنی عبداللہ بن عمر وسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اور ان کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا میرے بچھونوں میں سوتا۔

(زرقانی علی المؤطا) میں زیرحدیث انه اذی (بیشک وہ ایذا ہے) فرمایا: وَقَالَ :يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي الْمُزَنِيَّةِ : سَمِعْتُ أَنَّ تَفْسِيرَهُ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ بِهِ الْجُذَامُ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَحِلَّ مَحَلَّهُ الصَّحِيحُ مَعَهُ وَلَا يَنْزِلَ عَلَيْهِ يُؤْذِيَهُ ؛ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ لَا يُعْدِي فَالنَّفْسُ تَنْفِرُ مِنْهُ وَقَدْ قَالَ :رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِنَّهُ أَذًى فَهَذَا تَنْبِيهٌ أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَنْ ذَلِكَ لِلْأَذَى لَا لِلْعَدْوَى

(شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالك،باب عيادة المريض و الطيرة،جلد٤ ،صفحه٣٣٤، دارالمعرفة بيروت)

یعنی یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایا کہ میں نے انـه اذی کی تفسیر سنی فرمایا اس مرد کے لئے جسے جذام تھا کہ وہ تندرست کے پاس نہ جائے اگر چہ عقیدہ یہی ہے کہ کوئی مرض دوسرے کو نہیں چمٹتا۔بہتر ہے اس سے دور ہونا چاہتے نبی پاک ﷺ نے بھی اسے اس لئے اذیٰ فرمایا ہے اس لئے نہ کہ وہ بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے۔

غرض مذہب یہ ہے اور وجوہ تاویل میں اصحہ و اجمع وجه پنجم

وھٰهنا ثلثة وجوه اٰخر لبعض العلماء

یعنی یہاں پر تین اقوال بعض علماء کے اور ہیں۔

جواب٦: ان الجذام مستثنی من قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لاعدوی ان لایعدی شیء شیئا الاھذا وعزاه فی اشعة اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری

یعنی جذام نبی پاک ﷺ کے قول مبارک لاعـــدوی سے مستثنٰی ہے یعنی کوئی بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی سوائے جذام کے۔"اشعة للمعات" میں ہے کہ یہ قول کرمانی شافعی کی طرف منسوب ہے صاحب کوکب دراری" شرح بخاری" میں بیان کیا ہے۔

جـــواب٧: امام بغوی نے فرمایا کہ جذام بدبودار بیماری ہے اسی سے وہ بیمار ہوجاتا ہے جو ایسے مریض کے پاس زیادہ وقت گزارے اور اس کے ساتھ کھائے پیئے اور اس کے ساتھ سوئے تو یہ عدوی سے نہیں بلکہ طب کا نظریہ ہے یا ایسے ہے جیسے کسی کو ناگوار مرض ہو اور اس کے ساتھ کھایا پیا جائے یا جو شے بدبودار ہو اور اسے بار بار سونگھا جائے۔یہ ایسا مقام ہے کہ جو انسان کی طبع کے ناموافق ہے لیکن سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ ہے کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔(مجمع اشعة للمعات میں یہ جواب امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے)۔

جواب۸: جن احادیث میں مرض سرایت کرنے کا بیان ہے ان سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر مرض سرایت نہیں کرتا اور جن روایات میں ہے کہ مرض سرایت کرتا ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ عادت کے طور پر باذن اللہ تعالیٰ سرایت کرتا ہے اثبات عاربہ کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔

مذہب معتمد وصحیح ورجیح وتجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑ کر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہو جاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ،بَاب فِی الْحَضِّ عَلَی التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا ،رقم الحدیث ۲۶۷۵،

صفحہ۲۱۸،دارالخیر)

(مسند امام احمد بن حنبل،عن ابی ہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ،جلد۲،صفحہ۳۱۵،

المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اُس کے پاس ہوتا ہوں۔

وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پروردہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔

(فیض القدیر) میں ہے: بل الوهم وحده من اكبر اسباب الاصابة

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر،تحت حدیث ۱۴۱،جلد۱،صفحہ۱۳۷،دارالمعرفۃ بیروت)

یعنی بلکہ اکیلا وہم، اسباب رسائی میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔

اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخود بینی وتحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دور اندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہوا اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی اور اب معاذ اللہ اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باطل فرما چکے ہیں۔ یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں اور کامل الایمان بندگانِ خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بیماری اُڑ کر لگ جائے گی اسے تو اللہ ورسول رد فرما چکے ہیں۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم

فائدہ: از آنجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے تو ہرگز کسی واجب شرعی کا معاوضہ نہ کرے گا مثلاً معاذ اللہ جسے یہ عارضہ ہوا اس کے اولاد واقارب زوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دور بھاگیں اور اسے تنہا چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اس سے ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی لہٰذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کا اختیار نہیں

اورخداترس بندے تو ہر بےکس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ پر لازم سمجھتے ہیں۔حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

الله الله فی من لیس له الا الله رواه ابن عدی عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه

(کشف الخفاء،بحواله ابن عدی عن ابی هریرة،حرف الهمزه رشدین،حدیث ۵۷۱، جلد۱، صفحه۱۷۳،دارالکتب العلمیه بیروت)

یعنی اللہ سے ڈراوراس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوااللہ کے۔

(لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر) میں فرماتے ہیں: اللہ سے ڈرو۔

اما الثانی (ای قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فرّ من المجذوم) فظاهره غیرمراد للاتفاق علی اباحة القرب منه ویثاب بخدمته وتمریضه وعلی القیام بمصالحه ۔ والله تعالٰی اعلم۔

(فتح القدیر،باب العنین وغیره ،جلد٤،صفحه۱۳۳،مکتبه نوریه رضویه سکهر)

یعنی (لیکن دوسری حدیث یعنی حضور ﷺ کا ارشاد "مجذوم سے بھاگو") تو اس کا ظاہر مراد نہیں،یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنا بیٹھنا مباح ہے اوراس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجب ثواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰے حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۵ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

☆......☆......☆